Dareecha-e-Tahqeeq
دریچۂ تحقیق

ISSN PRINT 2958-0005
ISSN Online 2790-9972
VOL 3, Issue 4
www.dareechaetahqeeq.com
dareecha.tahqeeq@gmail.com

مصطفیٰ عباس
لیکچرار قراقرم انٹرنیشنل یونیوسٹی گلگت بلتستان

فروغ فرخ زاد کی شاعری کا مختصر جائزہ سماجی تناظر میں

Mustafa Abbas
Lecturer, Karakoram International University, Gilgit-Baltistan

A Brief Review Of Forugh Farrakhzad's Poetry In The Social Context

Forugh Farrakhzad was an influential Iranian poetess and film directress .she was a controversial modernist poetess and an iconoclast writing from a female point of view. Farrakhzad's strong voice became the focus of much negative attention and open disapproval, both during his lifetime and in theposthumous reception of her work. Emphasizing humane social issues, she also calls for a recognition of woman's abilities that goes beyond the traditional binary oppositions. This article deals with Farrakhzad's thinking and consciousness in her poetry.

Keywords: Forugh Farrakhzad, Emphasizing, posthumous,traditional

کلیدی الفاظ: دیوار، پرویز شاپور، سماجی مظالم، تصورِ خدا

فروغ فرخ زاد ایران کے دار لحکومت تہران میں کرنل فرخ زاد کے ہاں ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئی۔ ہائی سکول تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد کچھ عرصہ سلائی اور مصوری کی تربیت حاصل کرتی رہی۔ فروغ فرخ زاد نے تیرہ چودہ برس کی عمر میں شاعری شروع کی تھی۔ سولہ سال کی عمر میں والدین سے ضد کرکے پرویز شاپور سے شادی کی جو بعد میں ناکام رہی۔ فروغ فرخ زاد کو انگریزی، فرانسیسی، اطالوی اور جرمن زبانوں پر اچھی خاصی مہارت حاصل تھی۔ ۱۹۵۷ء میں وہ باقاعدہ طور پر ایران کی فلمی صنعت سے وابستہ ہوگئی۔ کوڑھ زدہ انسانوں اور جزامیوں سے بے انتہا محبت کی بنیاد پر "حانہ سیاہ است" کے عنوان سے ایک فلم بھی بنائی جو کہ بعد میں انعام کی مستحق قرار پائی۔

فروغ زاد ایک ایسی باصلاحیت خاتون تھی کہ یونیسکو نے ان کی زندگی کے بارے میں آدھا گھنٹے کی فلم بنا کر ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا۔ فروغ فرخ زاد محض ۳۲ سال کی عمر میں ۱۹۶۶ء میں ایک کار حادثے میں ہلاک ہوگئی۔

فروغ فرخ زاد نے اپنی مختصر زندگی میں پانچ شعری مجموعے "اسیر"، "دیوار"، "عصیاں"، "تولدی دیگر" اور "ایمان بیاوریم" کے عنوان سے یکے بعد دیگرے شائع کئیے۔ جب ان کا پہلا شعری مجموعہ "اسیر" کے عنوان سے ۱۹۵۵ء میں شائع ہوا تو اس وقت ان کی عمر صرف سترہ سال

Corresponding Author's Email:mustafaakhondi@gmail.com

تھی۔اس مجموعے میں فروغ زاد نے اپنی کچی عمر کے تلخ جذبات واحساسات کا اظہار نہایت بے باکی سے کیا ہے۔

دوسرا شعری مجموعہ "دیوار" کے عنوان سے ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔اس مجموعے کا مرکز و محور عورت کی ذات ہے۔ جنس اور عورت کے جذبات کو اس مجموعے کا بنیادی موضوع کہا جا سکتا ہے۔۱۹۵۷ء میں تیسرا مجموعہ "عصیان" کے نام سے شائع ہوا۔اگرچہ یہ مجموعہ نہایت مختصر ہے۔جس میں صرف سترہ نظمیں شامل ہیں۔فروغ فرخ زاد نے اس مجموعے میں سماج سے بغاوت، عشق، عورت کے وجود کی تلاش، گناہ اور انسان کو موضوع بنایا ہے۔

۲۹ برس کی عمر میں ان کا چوتھا شعری مجموعہ ت "تولدی دیگر" کے نام سے ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔عشق، مرد کی سماج میں پہچان، زندگی کی بے معنویت، تنہائی اور ذات کی پہچان اس مجموعے کے بنیادی اہم موضوعات ہیں۔

نامور شاعر انور مسعود اپنی کتاب میں فروغ فرخ زاد کے بارے میں ایرانی نقادوں کی رائے کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں:

"شاعری مرد کی زبان زبان سے اس کے راز سن سن کر تنگ آچکی تھی۔فروغ کی زبان سے پہلی مرتبہ عورت زاد کے راز سنے "(۱)

"فروغ زاد کی آواز ایرانی خواتین کی لمبی چُپ کا شدید عکس العمل ہے"(۲)

فروغ فرخ زاد کی شاعری میں کار فرما وارداتِ قلبی، فکری ارتقاء اور گہرے مشاہدات سے اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے جو کچھ دیکھا اور سمجھا نہایت سچائی اور بے باکی سے قلم بند کیا۔مقالہ نگار روشین عاقب اپنے مقالہ بعنوان "فروغ فرخ زاد اور کشور ناہید کا نسائی تصور (تقابلی مطالعہ) "میں فروغ زاد کی شاعری کے متعلق یوں لکھتی ہے:

"فروغ کی مختصر سی زندگی جو آج ہمیں شائید غیر معمولی معلوم نہ ہو پچاس اور ساٹھ کے عشرے میں ایرانی رسم و رواج سے طوفانی بغاوت سے عبارت ہے۔فروغ کی گھریلو زندگی، پیشہ ورانہ مصروفیات اور شاعری سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک آزاد اور ثابت قدم عورت تھی۔جس نے معاشرے کے طے کردہ ممنوعہ راستوں پر چلنے کی بجائے اپنا راستہ حیرت انگیز ذہنی آزادی کے ساتھ منتخب کیا۔"(۳)

کرنل فرخ زاد اس زمانے کے مروجہ سماجی پابندیوں کی وجہ سے اپنی بیٹی کو شاعری سے دور رکھنا چاہتے تھے۔مگر فروغ نے تمام پابندیوں سے بغاوت کرتے ہوئے پدر سری معاشرے کے خلاف اپنی جذبات کا اظہار خوب کیا ہے۔ان کی نظم سے چند اشعار ملاحظہ ہو:

لبوں پر مت لگا قفل خاموشی\
کہ دل میں قصہ ناگفتہ ہے میرا\
مرے پیروں سے یہ بندِ گراں کھول\
کہ اب غم سے دل آشفتہ ہے میرا\
ادھر آ مرد اے موجود خود راہ\
ادھر اس قفس کا کھول دے در\
گزاری عمر گر زندان میں میں نے\
نفس بھر کے لیے مجھ کو رہا کر"(۴)

فروغ فرخ زاد نے اپنی شاعری کے ذریعے فارسی زبان میں پہلی بار مرد سالاری اور پدر سری نظام کے چھائے ہوئے گہرے اور سیاہ بادل کو ہٹانے کی کوشش کی ہے۔فروغ بنیادی طور پر ایک مکمل باغی اور روایت شکن شاعرہ تھی۔انھوں نے مروجہ فارسی رسم و رواج کے خلاف بھرپور

آواز اٹھائی۔ ان کی بغاوت دراصل فارسی شاعری میں عواطف اور احساسات پر مبنی ہے۔ دراصل فروغ زاد کی شخصیت دکھ درد، تکلیف اور احساسات کا متضاد مجموعہ ہے۔ اور یہی متضاد خصوصیات نے ان کی شعروشاعری کو خوب نکھارا۔

فروغ فرخ زاد کا اصل سرمایہ حیات ان کا احساس ہے۔ وہ اپنے غم وغصہ اور اپنی بے زاری کو ایک حساس لب ولہجے کے ساتھ پیش کرتی نظر آتی ہے۔ اپنی ایک نظم میں وہ سماجی مظالم اور پابندیوں پر یوں آواز اٹھاتی ہے:

نہ ایسی امید جس سے دل بہلا سکوں

نہ کوئی پیام نہ کوئی پیام بر

نہ ہی کوئی ایسی آنکھ جس میں فتنہ ساز نظر ہو

نہ ہی کوئی موج صدا جس میں ترنم ہو

درد وظلمت ونور وعشق کے شہر سے

صبح کے وقت اپنا سمیٹی ایک عورت گزری

گویا پھولا پھٹکا کوئی پرندہ

بدحال وماندہ اپنے آشیانے کی طرف گیا ہو

اس کے دکھ پر کس نے آنسو بہائے ہو، اس کی زبان سمجھنے والا کون تھا

یہ انجان لوگ نہیں جانتے تھے، کہ اس کی پکار میں اس کے غموں کی گونج تھی۔ (۵)

فروغ فرخ زاد کا خیال تھا اگر انسان کی تقدیر عورت لکھتی تو آج کا انسان بہت سعادت مند اور مہربان ہوتا۔ وہ ایک ایسا جہاں بنانا چاہتی تھی جس میں جنگ وجدال اور خون خرابہ نہ ہو۔ ان کے نزدیک زمین، آسمان، ہوا حتیٰ کہ خدا بھی عورت ذات ہی ہے۔

فروغ فرخ زاد کی شاعری کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں عورت اور عورت سے وابستہ موضوعات جابجا ملتے ہیں۔ مگر یہ احساس ان کی شاعری میں آگے چل کر عورت کی ذات سے نکل کر ایک انسان کی صورت میں نظر آتا ہے۔ لیکن اسے اپنے عورت ہونے پر فخر حاصل ہے۔ اور ان کے ہاں نسوانی آواز صاف سنائی دیتی ہے۔ انور مسعود فروغ کی شاعری کے بارے میں یوں رقمطراز ہے:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ فروغ ہمہ تن خلوصِ شعر ہے۔ اس کی بنیاد شاعرانہ ہے۔ اس کا دبستانِ سخن ایک صد رنگِ تغزل زار ہے۔ سازِ سخن پر اس نے عشق کا راگ چھیڑا ہے۔ خود سپردگی اور شوریدگی کے روپ میں ایک عاشقانہ نگرش ان کی شاعری پر چھائی ہوئی ہے۔"(۶)

فروغ زاد ایک ایسی فیمنسٹ خاتون شاعرہ ہے جن کی نظر میں عورت کی پسماندگی اور پستی کی وجہ مرد ہی ہے۔ فروغ زاد کی شاعری بنیادی طور پر عورتوں کی حقیقی احساسات اور ضروریات کے تاریخی جوابات ہیں۔ ان کی شاعری نے ایرانی تاریخ میں پہلی بار عورت کے پامال شدہ احساسات کے بارے میں آواز اٹھائی ہے۔

فروغ فرخ زاد نے ازدواجی زندگی سے ناکامی کے بعد بہت کچھ سیکھ کر نسوانی احساسات کو وہ زبان دی جن کو سننے کی کسی میں طاقت نہیں تھی۔ ان کے نزدیک گھر کی چار دیواری اور حدود کا قائل ہونا فطرت کے خلاف ہے۔ اسی لیے ازدواجی زندگی کی دیوار کو ایک بار توڑنے کے بعد کبھی دوبارہ اسیر نہ ہوئی۔ انھوں نے سماج میں انسانی رویوں کو بھی ہدفِ تنقید بنایا۔ وہ معاشرے میں انسانی رویوں کے بارے میں اپنے احساسات کی یوں ترجمانی کرتی ہے:

خدایا! میں نہیں جانتی کہ کیا چاہتا ہوں

ان راہوں پر صبح و شام کیوں بھٹکتی ہوں
میری تھکی آنکھیں کیا ڈھونڈتی ہیں
میرا سوختہ دل کیوں اداس رہتا ہے
میری نگاہ اندھیروں میں ڈوب جاتی ہے
میں ان لوگوں سے بھاگتی ہوں
جو بظاہر دوستی کا بھرم بھرتے ہیں
مگر باطن میں حقارت سے مجھے بدنام کرتے ہیں۔(۷)

فروغ فرخ زاد کی ذات انسانیت سے بھرپور ایک سادہ، مخلص اور اخلاص سے بھرپور ہستی کا نام ہے۔ ان کے ہاں تصورِ گناہ بھی ایک انوکھے رنگ میں دکھائی دیتا ہے۔ ان کی خواہش فرارِ وحشت کی تدبیر اور باغیانہ طبیعت نے ان کو ایک جداگانہ تشخص عطا کیا۔ فروغ فرخ زاد ایسے نام نہاد زاہدوں سے اظہارِ بر آت کرتے ہیں جو لوگوں کو دغا دینے کے لیے خدا خدا کا راگ الاپتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اگر شیخ نے ہم پر جنت کے دروازے بند کر دیے ہیں تو وہ ضرور کھول دے گا۔ جس نے اپنے لطف و کرم سے ہماری شرست میں غم لکھ دیا ہے۔ وہ لکار کر کہتی ہے کہ واعظوں کے طعنوں کا طوفاں ہماری ہونٹوں سے مسکراہٹ نہیں چھین سکتا۔ ہم سمندر میں مانند جہاز کھڑے ہیں۔

فروغ فرخ زاد کی شاعری کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کو سمجھ کر برتنے کا ہیجان انگیز جذبہ اور تجربہ، ایک راحتِ نادیدہ کی تلاش اور احساسِ تجسس ان کی رگ رگ میں سمایا ہوا ہے۔ ان کے نزدیک تصورِ خدا اور گناہ و ثواب بھی دوسروں سے الگ اور ممتاز نظر آتا ہے۔ روشین عاقب اسی حوالے سے یوں لکھتی ہے:

"شاعری کی دنیا میں فروغ زاد ایک روایت شکن اور باغی شاعرہ کے طور پر جانی جاتی ہے۔ وہ ایک ایسی شاعرہ تھی جس نے شاعری کی زبان میں ان موضوعات پر کھل کر بات کی ہے جس سے مرد بھی جھجکتے تھے۔ فروغ زاد کسی جبر سے خوف زدہ دکھائی نہیں دیتی نہ مردوں سے، نہ تنہائی سے، نہ احساسات کے بے ساختہ اظہار سے، اور نہ ہی لوگوں کی لعن طعن سے۔ انھوں نے اپنے جذبات و احساسات پر پہرے بٹھانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ وہ ایرانی شاعری میں پہلی خاتون ہے جس نے روایت شکن اور برملا اظہار کی روش کو اپنایا ہے۔"(۸)

فروغ فرخ زاد اپنے عہد کی اک ایسی توانا آواز تھی جس نے تخلیقی سطح پر فارسی شاعری کو ایک نئے رنگ و آہن سے آشنا کیا۔ ترقی پسندانہ سوچ رکھنے کی وجہ سے اپنے زمانے کے تمام سماجی مسائل پر ان کا عمیق نظر تھا۔ ایک اچھے تخلیق کار کی خوبی ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے حالات و واقعات کا جائزہ لے کر اپنے ماحول اور معاشرے سے موضوعات اٹھا کر فکر کی تازگی اور خیال کی سچائی کو کام میں لاتے ہوئے اسے مرصع انداز میں پیش کرتے ہیں۔ فروغ فرخ زاد نے بھی اپنے جذبات و احساسات کا اظہار نہایت دلیری اور بے باکانہ انداز سے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے انھوں نے خیالات و خواہشات کے اظہار میں کبھی روایت اور اقدار کا پاس نہیں رکھا۔

حوالہ جات

۱۔ انور مسعود، فارسی ادب کے چند گوشے، دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۰۰ء، ص ۱۷

۲۔ انور مسعود، فارسی ادب کے چند گوشے، دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۰۰ء، ص ۴۱

۳۔ روشین عاقت، مقالہ ایم فل (اردو): فروغ فرخ زاد اور کشور ناہید کا نسائی تصور (تقابلی مطالعہ)، نمل یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۱۸، ص ۹۷

۴۔ فہمیدہ ریاض، بغاوت: کھلے دریچے سے، وعدہ کتاب گھر کراچی، ۱۹۹۸، ص ۳۰/۲۹

۵۔ پرتو روہیلہ، ایک دردناک کہانی: فروغ فرخ زاد کی نظمیں، زرنگار بک فاونڈیشن لاہور، ۲۰۱۷، ص ۴۳ تا ۴۵

۶۔ انور مسعود، فارسی ادب کے چند گوشے، دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۲۰۰۰ء، ص ۱۸

۷۔ بیداد بخت، سرگراں، ایران کی باغی شاعرہ فروغ فرخ زاد کا کلام، ایجوکیشنل پبلی کیشنز ہاوس دہلی، ۲۰۱۷، ص ۶۳/ ۶۴

۸۔ روشین عاقت، مقالہ ایم فل (اردو): فروغ فرخ زاد اور کشور ناہید کا نسائی تصور (تقابلی مطالعہ)، نمل یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۱۸، ص ۲۲۴